
ضمیرِ اُمت
ابو عمر محمد شفیق سلفی

یا اللہ

یا رب! وہ راستہ بتا دے جو زیروں کو زبر کر دے

زمین کا پیٹ تیرے دشمنوں کے لئے قبر کر دے

وہ شمع بنوں جو جلے تو زمانے کو منوّر کر دے

بجھ جائے اندھیروں میں مرے اللہ تو تُو سحر کر دے

ہمیں خون سے لکھنی پڑی بھلا تاریخِ اُمم کیوں
ہم نے طاغوتی درندوں کا وہی طرزِ کہن دیکھا
کر سکا آمادۂ لغزش نہ تاریخ کا جبر کبھی
گو کہ عفریّتِ کافر کو پھیلائے ہوئے پھن دیکھا
ہوائے ظلم کے وار سبھی، مسلسل تھے مگر پھر بھی
عزیمت کے پہاڑوں پر دیا ایمان کا روشن دیکھا

دعا

نماز ایسی ہو کہ جس میں ہو دیدارِ الٰہی!
اور سامنے آنکھوں کے ہو دربارِ الٰہی!
ہو جائے نظرِ کرم تیری ملّتِ بیضا پر
عدُو بن گیا سارا ہے سنسار الٰہی!
اُمّت تیرے محبوبؐ کی حیران پریشان
نہیں خود پہ بھی رہا ہے اعتبار الٰہی!
ناخدا پہ یقین میرا نہیں پار لگا دے
ہے قوم کی کشتی بیچ منجدھار الٰہی!
زہر بھرے دل ہیں، سوچ ان کی ہے قاتل
ہیں ظاہر میں بڑے گرچہ ملنسار الٰہی!
بنی ذلّت کا سبب حاکم کی فراست
ہمیں توفیق دے کرنے کی استغفار الٰہی!
جس نے دیئے قوم کو تحفے فحاشی کے
اسے کون کرے گا بھلا سنگسار الٰہی!
قرآن بھی موجود ہے اور قولِ نبی بھی
کس مخمصے میں لوگ ہیں دوچار الٰہی!
ہرگز نہیں خوف مجھے عتابِ دہر کا
ہے میرا حاکم و مالک پروردگار الٰہی
اُمّت ہے دفن اپنی شکستوں کے کھنڈر میں
اِسے صدقے اپنی رحمت کے ابھار الٰہی

مشقِ سخن میں غزل کو ہم اک نیا رنگ دیتے ہیں
اپنے خون کی سرخی کو شہادت کی اُمنگ دیتے ہیں
گرچہ سویا نہیں بیدار ہے ابھی اُمّت کا ضمیر
آؤ سب مل کے اِسے اِک حوصلۂ دبنگ دیتے ہیں

الٰہی توبہ

قرآن و سنّت چھوڑا یار ، الٰہی توبہ
پڑی شرک و بدعت کی مار ، الٰہی توبہ
دوستی کا پڑ گیا کال جہاں میں یارو!
نہ ڈھونڈھنے سے ملے غمخوار ، الٰہی توبہ
جہالت سنور کے نکلے جو مسلم کے گھر سے
پڑھنا چاہئے استغفار ، الٰہی توبہ
کھلی دکان میں سوداگر بڑی شرافت سے
کرے ہے عزّت کا بیوپار ، الٰہی توبہ
قافلے ایمان کے کھائیوں میں گرا کر
نہیں راہبر میرا شرمسار ، الٰہی توبہ
سچی بات ہے یہ سوائے چند دردمندوں کے
آوے کا آوا ہی گنہگار ، الٰہی توبہ
حرص، طمع، بے دینی ہے سیاست کی بنیاد ہوئی
کھلے ہیں ذِلّت کے بازار ، الٰہی توبہ
خیر خواہ چوروں کے، گھر والوں کے دشمن
یہ ملک و قوم کے چوکیدار ، الٰہی توبہ
بے خوف بہت اللہ کے باغی اور غدّار
کرے گا کون انہیں سنگسار ، الٰہی توبہ
اُجلی شخصیت کے پیچھے ہے کالا دھندا
اور ہیں سماج کے ٹھیکیدار ، الٰہی توبہ
پامال کریں حقوق یہ اپنے بھائیوں کے
اور ہیں پارسائی کے دعویدار ، الٰہی توبہ
محفلِ ہستی میں اہل درد ہیں عنقا
اس لیے ہے میرا رونا ہے بیکار ، الٰہی توبہ

☆......☆......☆......☆

ایک مجاہد کا خط اُمّت کے نام ....

مایوسیاں بھگا کے رکھ آ رہا ہوں میں
اُمیدیں لگا کے رکھ آ رہا ہوں میں

غیر کے یہ زندگی سپرد نہ کرنا کہیں
ایمان کو بچا کے رکھ آ رہا ہوں میں

ذکر ہے طویل بہت شب ہائے ہجر کا
داستاں سُنا کے رکھ آ رہا ہوں میں

لوٹا ہوں اُجڑے دنوں کے لمبے سفر سے
انتقام کو بڑھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

شَب کی ظلمتوں کو دن کے اجالوں کا
لباس تو پہنا کے رکھ آ رہا ہوں میں

غفلتوں کا قرض تیرے خون کی دھار ہے
اُدھار یہ چکا کے رکھ آ رہا ہوں میں

مبارکیں سلامتیں ملنے والی ہیں تمہیں
خلافتیں بنا کے رکھ آ رہا ہوں میں

میرے بن تم سب نے دن کس طرح بتائے
تُو قوم کو سمجھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

بچھڑے ملیں گے تُو حاسدوں کے حسد کو
سولی پہ چڑھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

اِک شہادت کے بعد اور مجاہد اٹھاؤ گے
یہ وعدہ نبھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

جب تک نہ دید ہو خلافت کے دور کی
جہاد کو اٹھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

مجاہد کے لوٹنے پر دعوتِ دین کا
اہتمام سب کرا کے رکھ آ رہا ہوں میں

دکھوں کے لمحات کی یادیں کرید نہ
ظلم کدہ جلا کے رکھ آ رہا ہوں میں

گلستانِ زندگی کے پھول گرد سے اَٹے
خزاں سے بچا کے رکھ آ رہا ہوں میں

مجھے تم پہ ناز ہے راہِ وفا میں تُو
اپنی جانیں لٹا کے رکھ آ رہا ہوں میں

زیست کے اندھیروں کی گوشمالی کے لیے
روشنی پھیلا کے رکھ آ رہا ہوں میں

انتظار کی گھڑی نہ صدیوں پہ محیط ہو
ہاتھ اُٹھا دعا کے رکھ آ رہا ہوں میں

ظالم کے ظلم کو سہہ لینا بھی ظلم ہے
تو غیرتیں بچا کے رکھ آ رہا ہوں میں

آنسوؤں سے تر ہیں جو آنکھیں عوام کی
تُو دامن بڑھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

چُنے ہم نے خود ایسی منزلوں کے راستے
عقدہ یہ سمجھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

حق کے لیے جان جائے آنے والی نسل کو
یہ سبق تُو پڑھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

روک سکا کوئی بھی نہ سورج کے راستے
یہ فیصلہ سنا کے رکھ آ رہا ہوں میں

نہ ہونا مایوس اے حاملِ کاروانِ دیں
حق کا پرچم اُٹھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

کس کس مقام پر تھی بھول ہم سے ہوئی
نشان تُو لگا کے رکھ آ رہا ہوں میں

غیروں کی بات کیا زخم اپنوں سے لگے
سب راز یہ دبا کے رکھ آ رہا ہوں میں

ستاروں کے خون سے سحر ہو ہی جائے گی
اُمید یہ بندھا کے رکھ آ رہا ہوں میں

اندھیری جہالتوں میں شَب خون کے لیے
اُٹھ مشعل جلا کے رکھ آ رہا ہوں میں

غاصبوں سے ظلم کا حساب جو چکانا ہے
اِک محاذ تُو بنا کے رکھ آ رہا ہوں میں

گو انصاف کی امید نہیں بادشاہِ وقت سے
زنجیر تُو ہلا کے رکھ آ رہا ہوں میں

شہادت ملے بھول جائیں سب رنج و غم
مولا! جنت سجا کے رکھ! آ رہا ہوں میں

☆......☆......☆......☆

باغبان پر نظم

دوستوں نے مجھے کہا میں لکھوں لبنان پر نظم
آہ و فغان پر نظم ، خونِ مسلمان پر نظم
حق ادا نہ ہو سکا ابھی کشمیر کے جہاد کا
کیا کر لیا میں نے لکھ کر شیشان پر نظم
اجتماعی قبروں کے سوا کیا مجھ کو مل سکا
لکھی جو خونِ دل سے بوسان پر نظم
سرزمینِ عرب پر یہ یہودی کا ننگا کھیل
اِک داستانِ خونچکاں ، صلیبی شیطان پر نظم
وہ سرزمینِ ہند میں برہمن کی خباثتیں
جھوٹے دھرم کے پاگل ہندو پردھان پر نظم
قتلِ مسلم کے سلسلے ہیں جا بجا زمین پر
رو رہے ہیں گل ، کہہ کر گلستان پر نظم
عالمِ اسلام میں جو بے حسی کی لہر ہے
میں تو لکھوں گا دوستو! مسلم حکمران پر نظم
چنگیزیت بھری ہے آج کے طاغوت میں
جہاد ہے ضروری ، کہ کافر بے ایمان پر نظم؟
وہ کیوبا کے جزیروں میں سسکتی انسانیت
یہ تو وقتِ انتقام ہے نہ کہ زندان پر نظم
کب کام آئے گی تری یہ دولت و سطوتیں
بیکار ہے اے شاہِ عرب! ترے قلم دان پر نظم
دل چاہتا ہے لکھوں میں خون کے قلم سے
لشکر و طالبان و حزب اللہ ذیشان پر نظم
لکھے گا شہیدوں کے ساتھ جنت میں شفیق
خونِ تازہ سے اُنھوں کے باغبان پر نظم

☆......☆......☆......☆

یارب!

یورپ کی صلیبوں کو گرا رہنے دے سحر ہونے تک
جہاد میں مجاہدوں کو کھڑا رہنے دے سحر ہونے تک
جورِ شب ظلمت سے میں گھبرا گیا ہوں یا رب!
دِیا خونِ شہیداں کا جلا رہنے دے سحر ہونے تک
کافر کی وحشتوں سے بیزار آ گیا ہوں یارب!
رزمِ حق و باطل تُو سجا رہنے دے سحر ہونے تک
کچھ اسیروں کے دکھ ہیں اور شہیدوں کی یاد میں
اشک آنکھوں کے رواں رہنے دے سحر ہونے تک
طاغوتوں کے ظلم ہمیں اور پریشان کر گئے
میری باتوں میں گلہ رہنے دے سحر ہونے تک
قوموں کے زخم اور بھی ستم کرید لے گیا
قتلِ کفّار کا تُو سماں رہنے دے سحر ہونے تک
خم ٹھونک کے کرنا ہے مجھے کافر سے لڑائی
میرے جذبوں کو جواں رہنے دے سحر ہونے تک
کفّار کے احزاب تو سب مقابل ہیں آ گئے
تُو تیرِ بکف تیغ سناں رہنے دے سحر ہونے تک
منظر ہوں وہی پھر سے تیری نصرت کے، مدد کے
سب کے قدموں کو جما رہنے دے سحر ہونے تک

کون کہتا ہے تیرے آقاؤں سے ڈر گئے ہم
خون دے کر ہی سہی ہم اُمّت کو بچا لائے ہیں
دشتِ وفا میں شہادتوں کی آسودگی کے بعد
ہم کفر کی عظمتوں کو کھنڈر ہی بنا آئے ہیں
ہم مسرور ہیں گرچہ زخموں سے بہت چُور ہیں
کہ اک رزم مچا کے بچا اپنی وفا لائے ہیں

آگہی

اِک روز کا ہے واقعہ سورج تھا سر پہ کھڑا
اِک جھونپڑے کو ٹوٹے ہوئے تنکوں کا تھا آسرا
تھا دیکھ کر اُس کے مکینوں کو لگا میں سوچنے
کیوں کر ان کی قسمتوں میں لکھا گیا ہے دن کڑا
اُن کے چہروں پر تھی بکھری اُلفتوں کی روشنی
شب کے اندھیاروں میں جو دیتی تھی اُن کو حوصلہ
ہر ایک کو ہر ایک سے تھی یوں بے لوث چاہتیں
یہ دیکھ کر منظر وہاں تھا میں بہت حیران ہوا
میں نے پوچھا! زندگی کی کلفتوں کے باوصف
اس قدر سکون کیوں ہے آخر کیا ہے ماجرا
کہنے لگے! ہم نے صرف بتوفیقِ ربِّ کبریا
افلاس میں بھی زندگی کے مفہوم کو ہے پا لیا
ساری دنیا مل کے چاہے روک اُسے سکتی نہیں
جس کو چاہے کردگارِ دو جہاں کرنا عطا
سارے جہاں کی کوششیں بے سُود ہیں اُس کے لیے
جانبِ حق تعالیٰ سے جسے ہو چکی ہو ایک نہ
اُس کے گھر میں دیر ہے اندھیر نہیں باخدا
ہے جانے والی تاریکیاں، گزر گیا ہے دن کڑا

جب رزمِ حق و باطل میں فوجیں ٹکرایا کرتی ہیں
اسلام کے دامنِ رحمت میں قومیں آ جایا کرتی ہیں
جب حکمراں اس اُمّت کے صلاح الدین ایوبیؒ ہوں
تو مائیں اپنے بیٹوں کو "کٹ مرنا سکھایا کرتی ہیں"
جہاد کے میدانوں میں جب تلوار اسلام کی چلتی ہے
کافر قومیں اپنے بلوں میں گھستی جایا کرتی ہیں
ظالم پہ جھپٹنے والی وہ فدائیوں کی وہ رعنائیاں
فضائیں تکبیر کے نعروں سے وہ خوب سجایا کرتی ہیں
قرآن میں اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے شہیدوں سے
حوریں جنت میں دُلہوں کو جام پلایا کرتی ہیں

☆......☆......☆......☆

دوست دشمنوں کو بنا لیا ہم نے
ہائے! صد افسوس یہ کیا کیا ہم نے
اپنانا چاہیے تھا جفا کا وطیرہ
غلامیوں سے نبھا کے بُرا کیا ہم نے
کفّار کی یلغار کا ساتھی بن کر
خود بچنے کا عذر بنا لیا ہم نے
سہہ سہہ کے ستم بے رحم صیاد کے
خود کو ظلم کا عادی بنا لیا ہم نے
جس کی نشتر زنی نے گھاؤ گہرے کیے
زخم اُسی سفاک سے سِلا لیا ہم نے
جس سے اور بڑھیں ظلم کی خون آشامیاں
کچھ ایسا ہی تو کِردار اپنا لیا ہم نے
زمیں کی صداقتوں سے منہ موڑ کر
جھوٹے آسماں کو سر پہ بٹھا لیا ہم نے
اپنے اللہ سے بغاوتوں کے ہوئے مرتکب
یُوں اِک رتبۂ بلند گنوا لیا ہم نے
قرآں کی عظمتوں کا عملی انکار کر کے
رسوائیوں کا تاج سر پہ سجا لیا ہم نے
کوئی یہ نہ کہے ہمیں خبر نہ ہوئی
مقتل میں جا کے سر کٹا لیا ہم نے

پرچم اسلام کا اٹھا رکھنا
اور دِیا آس کا جلا رکھنا
ہوں جائیں سہل سب سختیاں
بس اتنا حوصلہ بڑھا رکھنا
دیں کے لیے تم اپنے وقت سے
کچھ قیمتی لمحے بچا رکھنا
دیکھنا خود کو کرنا پریشان نہ
ہی حق بات کو چھپا رکھنا
اللہ کے رستے جنت کے لیے
شہادت کا منہج اپنا رکھنا
لوٹے گر مجاہد، میدان سے
فقاہتِ دین تم سکھا رکھنا
ظلم کی زندگی کبھی کٹ جائے گی
اپنے اللہ سے جیا لگا رکھنا
کڑا دن کبھی تو ہو گا ختم
شب کی ظلمتوں کو بھگا رکھنا
کبھی کرنا رب کی نافرمانی نہ
دین پہ اولاد کو لگا رکھنا
مقدم رکھنا ان کی تعلیم کو
تربیت کا اشارہ روا رکھنا
منزلیں آساں سب ہو جائیں گی
بس تم مشکل راستہ اپنا رکھنا

جو تجھ سے ہو سکے تو وفا دے
مگر نہ وفا کے بدلے جفا دے
بدل دے منزلوں کی علامت
اور اِک راستہ بھی نیا دے
خوش آئی نہ* مجھے خود فریبی
کہ دشمن کوئی مجھے نہ دغا دے
کر دے مختصر ، داستانِ الم
جاتی ہوئی سطوت کو صدا دے
پھولوں سے مزین قبا پہن کر
نہ کانٹوں کی کسی کو ادا دے
سفر کی صعوبت کے بدلے مجھے
بس میرا اللہ جنت عطا دے
زنداں میں کہاں ہے چور راستہ
یہ کیسے صیاد مجھ کو بتا دے
خدایا! ذلتوں کی گزر ہے چلی
عزتوں کے اب دن بھی دکھا دے
پنجروں میں بند وہ تیرے بندے
دکھوں غموں کو اب اُن سے ہٹا دے
شہادت کے آخری لمحوں کے وقت
تُو انھیں جنت میں گھر دِکھا دے
مصیبت کے انھیں کڑے اِس سے
شفیقؔ! تُو سچے دل سے دُعا دے

نشانِ زخم کیا مٹایا گیا ہو
جہاں خونِ دل ہی جلایا گیا ہو
محبت کی باتیں بھلا وہ کیا جانے
جسے سبقِ نفرت پڑھایا گیا ہو
اور چاہئے نہ سفر کی صعوبت
جسے ہر قدم پر رُلایا گیا ہو
اس پر تو نہ ہو اب نزع کی سختی
جو زلزلوں سے زخمایا گیا ہو
ہے پالا پوسا جسے بربادیوں نے
اُسے اور کیا آزمایا گیا ہو
یہ ظلمتِ شب اور دن کا کڑا پن
کبھی کاش ان کو لڑایا گیا ہو
نہ ہم جیسا کوئی دیوانہ ہو گا
جو دشتِ وفا میں جلایا گیا ہو
مداوا کرے کون زخمِ جگر کا
جب اپنوں سے ہی ہر ظلم کمایا گیا ہو
کفر سے ترکِ تعلق ایسا ہو شفیقؔ
کہ حسابِ جفا تک چکایا گیا ہو

غلاموں کو زنجیروں سے تو بہلایا نہیں کرتے
کیوبا کے جزیروں کو یوں بسایا نہیں کرتے
کہاں گم ہو گئی امت کی عزت اے مسلمانو!
دین کی راہ سے قوموں کو پھسلایا نہیں کرتے
الحادی آڑ میں تم نے پلٹ دی سب کی سب بازی
کفر کی طاقتوں سے یوں تو گھبرایا نہیں کرتے
اُبھرو بھی مسلمانو! شکستوں کے سمندر سے
تماشہ جگ ہنسائی کا تو بنوایا نہیں کرتے
حکومت کے نشے میں خود اپنے ہی لوگوں کو
استبداد کے ہاتھوں سے پٹوایا نہیں کرتے
دیں کی تعلیم دیتے ہیں ہر لمحہ اپنی نسلوں کو
طاغوتی تہذیبوں سے تو بہلایا نہیں کرتے
سن لو کافرو! دنیا کے نقشے بدلنے والے ہیں
سورج چاند پھونکوں سے تو گہنایا نہیں کرتے

☆......☆......☆......☆

جاں پیش کروں تو کیسے کروں میں حواس گنوائے بیٹھا ہوں
کیوں کفر کے اماموں کے آگے میں سر جھکائے بیٹھا ہوں

ذلت کے سلگتے لمحوں میں سوچتا ہوں کہ راکھ تلے
کوئی دبی ہوئی ہے چنگاری یہ آس لگائے بیٹھا ہوں

اسلام کی سب تعزیریں گو ماضی کا دھندلا عکس بنیں
کافر سے دشمنی کا وعدہ بھی خوب نبھائے بیٹھا ہوں

خلافت مل جانے کا چرچہ برسوں سے سن رکھا ہے
میں بھی کب جہادوں کے میدان سجائے بیٹھا ہوں

تہذیب غرب کی چاہت میں یہ بھی مجھ سے جرم ہوا
جہاں جہاں سے تھے گزرے سب نقش مٹائے بیٹھا ہوں

ظلم کی گہری چھاپ بنی ہے تہذیبوں کی یہ جنگ
کام تو تھا یہ غیروں کا جسے ورد بنائے بیٹھا ہوں

ظالم سے اب ڈرنا کیسا میداں سے پیچھے ہٹنا کیونکر
اسی لیے تو آج میں سارے راز لٹائے بیٹھا ہوں

مجاہد! تیری جرأت پہ حیراں اپنے اور بیگانے بھی
دیکھ لے! تیرے دشمن سے سارے حساب چکائے بیٹھا ہوں

زوالِ دین و دنیا کا گرچہ میں خود بھی مجرم ہوں
اُمت پہ گزری ساری کہانی سب کو سنائے بیٹھا ہوں

کیوں......؟

تیرگیِ شب کیوں برقرار رہتی ہے
کیوں صبح گاہی پُراسرار رہتی ہے

ہونا ہے تو ہو جائے پھر اجالا بھی
کیوں رات ظلمت کی دل آزار رہتی ہے

کہ تسلط جبر کا اس قدر کیوں ہے
کیوں ہستیِ اسلام بیمار رہتی ہے

"روؤں دل کو کہ پیٹوں جگر کو میں"
کیوں امت گناہوں پہ تیار رہتی ہے

رک جاؤ تہذیبِ غرب کے متوالو!
گھڑی قسمت کی سراپا انتظار رہتی ہے

چاٹ گئے ہیں خونِ مسلم، یہودی جبڑے
کیوں زنگ آلود تیری تلوار رہتی ہے

ہو جائے کافر کی ہر طرح سے غلام
کاسہ لیسی کو حکومت تیار رہتی ہے

"امرونہی" میں محض ہے بے اختیار
فسق و فجور میں البتہ بااختیار رہتی ہے

ٹوٹتے کیوں نہیں جزیرے کیوبا کے
دور تک خوں کی لکیر آشکار رہتی ہے

ذلت کی پستہ شور حالتوں میں بھی
کیوں امت پستیوں کا شکار رہتی ہے

شبرغاں میں اپنوں کی سفاکی تو دیکھ
ابوغُریب میں صلیبین بدکار رہتی ہے

ہزار شعر کے بعد بھی تشنہ کام ہوں
روشِ حاکم سے طبیعت بیزار رہتی ہے

☆......☆......☆......☆

پکار

آخرش گھبرا گئے ہیں گردشِ دوراں سے ہم
بے چین ہیں بہت اے ربِّ کعبہ! تیری قسم
اتنا ستائے جا چکے ہیں ہم ہاتھوں کفر کے
ہوئے زخم زخم مسلماں کے طرح طرح کے غم

☆......☆......☆......☆

فسانے کلچر و ثقافت کے ہم بہت سن چکے
تانے بانے الحاد کے بھی ہم بہت بُن چکے
الٰہی! ان ذلتوں کا اب کوئی تو مداوا ہو
سیاست کی جھوٹی کہانیاں ہم بہت سُن چکے

☆......☆......☆......☆

دیارِ کفر میں مسلماں رسوا ہوا ہی تھا
اپنے ملکوں میں بھی کیوں یہ غلام بن گیا
سوائے تیرے در کے! اِسکا کوئی در نہیں
اس کا حاکم کفر کا بندۂ بے دام بن گیا

☆......☆......☆......☆

کتنے ہی دکھ ملے ہیں جو ہم چُپ چاپ سہہ گئے
کتنی ہی عظمتوں کے ہمارے نشاں مٹ گئے
کشمیر و فلسطین و افغانستان و عراق سب
کافر کے ہاتھوں کس طرح سے یہ سب سمٹ گئے

میں اشکوں کے درد کو کس طرح بیاں کروں
لٹی عصمتوں کے حال سب کس طرح عیاں کروں
کسی کا نام بھی نہ آئے اور بات بھی بنی رہے
غداروں کی سازشوں کو کس طرح بیاں کروں

☆......☆......☆......☆

یارب! عطا کر دے ہمیں کوئی ایسا مردِ اجل
کافروں کے بارے جو کرے اب فیصلے اٹل
ڈنکے کی چوٹ پہ وہ بجا دے اب جنگ کا طبل
دے اُمت کو اِک بار پھر تُو خلافت کا محل
ہونا ہے جو وہ ہو جائے اب ایک اِسی پل
اسلام زندہ ہو، چاہے ہم سب ہو جائیں قتل

☆......☆......☆......☆

جہادوں کے میدان ہوں اور اسلام کی آن بان ہو
کانپ جائے کافر کا دل جو آمدِ مجاہدِ ذیشان ہو
ہو سعادتوں کی زندگی؛ شہادتوں کا ہمیں ارمان ہو
کفر کی سلطنتیں گرا دینا ہی ہمارا بس ایمان ہو
اور ہمارا یہ دورِ شکستگی کفر کا عارضی گمان ہو
لا جزیوں اور غنیموں کا میرے مولا! دور پھر وہی
وہ عظمتوں اور خلافتوں کا میرے مولا! دور پھر وہی

☆......☆......☆......☆

نصیحت

اے مسلماں! یوں ہجومِ یاس کے مچل ساتھ ساتھ
جیسے کیچڑ کی زمیں پہ کھل اُٹھے کنول کے ساتھ ساتھ

ہے تسلیم ، کہ فضائیں تیرے قابو میں نہیں ہیں
مگر خود کو نہ قطرہءِ خوں میں بدل ساتھ ساتھ

تمہیں بربادیوں کا حساب تو دینا پڑے گا ہی
تُو بربادیوں پہ رو لے ، مگر سنبھل ساتھ ساتھ

کم ظرفوں کے ہجوم میں جب تو بھی ہو گا نعرہ زن
ہونا تو پھر پڑے گا تجھے بھی خجل ساتھ ساتھ

ہر قدم پر جستجو اور جری ہمتوں کے باوجود
ناکامیوں کی بھی چلتی رہی اِک نسل ساتھ ساتھ

چہرہ بدلنا آج کل نہیں مشکل رہا اے دوست!
کہ پیچھے چھپا ہر چہرے کے چہرہ اصل ساتھ ساتھ

وہ کہ جس سے بن پائے جنت کے قابل زندگی
رکھ مادہ پرستوں کی دنیا میں وہ عمل ساتھ ساتھ

شاید کہ سنبھل جائے اُمت اپنی روشِ قدیم سے
اس نے ضائع نادانیوں میں کیا ہر پل ساتھ ساتھ

ہر قدم پر صرف اللہ کے لیے مرنے کا عزم کر
تب ممکن ہے ، ہوں اُلجھنیں تیری سہل ساتھ ساتھ

ہرگز نہ خوفِ موت رکھ تُو جہادوں کے سفر میں
تُو بھی جہانِ آرزو میں کر لے پہل ساتھ ساتھ

رکھ لے سنبھال کر تُو اپنے ایمان کی حلاوتیں
دین اللہ کی چاہتوں میں تُو پھر مچل ساتھ ساتھ

ہرچند ، قدموں سے خار تمہیں کچل دینے چاہئیں
مگر شوقِ وفا میں پھولوں کو نہ مسل ساتھ ساتھ

میں حیراں نہیں ہوں آج کی مشینی خباثتوں سے
ابتدائے آفرینش ، علم کے ہے جہل ساتھ ساتھ

دکھاتی مسافروں کو ہے میری کٹیا کا راستہ
برقِ فلک کے ، اے ہمنشیں! تُو نہ دہل ساتھ ساتھ

کیا خوف راہِ جہاد میں کسی سمت سے اندھے تیر کا
کہ پہرہ زندگی پہ دیتی ہے تیری اجل ساتھ ساتھ

اب خود کو سنوارنے کے لیے ، شکستوں کے کرب سے
تو اسلام کے فریضوں کا بنا لے محل ساتھ ساتھ

☆......☆......☆......☆

انتقام

جو اُمت کی تضحیک کریں ، نہیں ایسے ہمیں سامان چاہئیں
دکھ ہوں جو سہنے کے عادی نہیں ایسے ہمیں آسان چاہئیں
آؤ کٹ مرنے کا عزم کریں ہم رسول اللہؐ کی حرمت پر
جو نبیوں کا نہ پاس کریں نہیں ایسے ہمیں حیوان چاہئیں
حرمتوں کا جو بدلہ لینا ہے تو جہادوں میں آ نکل پڑو
نہ جن میں نبیؐ کی غیرت ہو نہیں ایسے ہمیں پیمان چاہئیں
مسلمانو! اِک کاری وار کرو ان ڈنمارک کے چوہڑوں پر
جو عبرت انہیں بنا نہ سکیں نہیں ایسے ہمیں نشان چاہئیں
ضروری نہیں کہ انسانیت بھی ہو یورپ کے بازاروں میں
جو پہنے ہوں شیر کی کھال نہیں ایسے ہمیں انسان چاہئیں
زخمی تو ہم پہلے ہی تھے اب اہانت کے ملے گھاؤ نئے
ہم زخموں کی قبا ہی پہنے پھریں نہیں ایسے ہمیں گنجان چاہئیں
یہ کیسا انصاف ہے یارو! ہماری عظمتوں پر ہیں حملہ آور
یہ کفر کی سب چمگادڑیں ، نہیں ایسے ہمیں شیطان چاہئیں
کیوں بند ہیں ذہن مسلمانوں کے اور عقل کی دنیا سُونی ہے
جو مناتے پھریں بسنتوں کو نہیں ایسے ہمیں جوان چاہئیں
اسلام کے ناداں دوستو! آؤ کوئی دانا دشمن ڈھونڈتے ہیں
صلیبی جیسے ہیں دشمن سب ، نہیں ایسے ہمیں غلطان چاہئیں
ظلم کے خونی پنجوں سے آ چھڑا لائیں اپنے اُسیروں کو
کفر کے جزیروں کی مانند نہیں ایسے ہمیں زندان چاہئیں
ذلت و پستی کی گہرائیوں میں میرے لوگو! نہ تم ڈوب مرو
اٹھو آگ لگاؤ سارے یورپ میں بس ایسے ہمیں ارمان چاہئیں
جو رسول اللہؐ سے محبت ہے جو نبیؐ کی تم کو غیرت ہے
تو ان گستاخوں کو زندہ دفن کرو بس ایسے ہمیں گمان چاہئیں
اے ستاون ملکوں کے عالم اسلام! لے حُرمتِ نبیؐ کا انتقام
گر ایسا نہ تم کر سکو تو ، نہیں ایسے ہمیں نگران چاہئیں
تب ہماری جانوں کو چھوڑ دو تم ، اپنے گھروں میں جا کے بیٹھو تم
حکومت کے جو اہل نہ ہوں ، نہیں ایسے ہمیں حکمران چاہئیں
تم ہمارے رستے سے ہٹ جاؤ ہمیں مقابلہ کفر سے کرنے دو
جو بے خبر اسلام کی چاہ سے ، نہیں ایسے ہمیں انجان چاہئیں

☆......☆......☆......☆

تم یاد رکھو! ......

تم یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں
دنیا میں ہم نے کفر کے فتنے سب مٹانے ہیں
اس کے لیے مسلمان! ہم نے سر بھی کٹانے ہیں
الحاد و کفر کے سارے دیوار و در ہٹانے ہیں
توحید و سنت کے ہم نے ہر طرف شہر بسانے ہیں
تب تک کفار پہ ہم سب نے تیر چلانے ہیں
کہ دین اللہ کا ہو جائے نہ کوئی عذر بہانے ہیں
طاغوت نے بھی لازم اپنے آتشکدے جلانے ہیں
اے امّت کے نوجواں! تمہیں یہ سب بجھانے ہیں
گو خطروں میں گھرے ہوئے اسلام کے آشیانے ہیں
ہم نے بھی ہر جگہ کفار کے نشان مٹانے ہیں
تم یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

جو کافر نے جا بجا کیوبا کے جزیرے بسانے ہیں
تو ہم نے بھی خوب میدانِ کارزار سجانے ہیں
جو کفر نے فوج اور سپاہ کے انبار لگانے ہیں
تو ہم نے بھی مسلم ملکوں سے مجاہد بلانے ہیں
جو کافروں نے کروسیڈ کے ہی نغمے گانے ہیں
تو ہم نے بھی جنگ و جدل کے ترانے سنانے ہیں
جو ظالم نے ظلم کے طرح طرح بہانے بنانے ہیں
تو ہم نے بھی دستِ قاتل توڑنے کے گُر بتانے ہیں
جو ہندو نے کشمیر میں خون کے دریا بہانے ہیں
تو ہم نے بھی ان کے شمشان گھاٹ سجانے ہیں
جو ہندوستان میں انہوں نے مسلم ہندوانے ہیں
تو ہم نے بھی دعوت دیں سے کافر مسلم بنانے ہیں
جو افغان و طالبان کے صلیبی نے شہر جلانے ہیں
تو ہم نے بھی ان کی گردنوں میں طوق ڈلوانے ہیں
نصرانی کابل و قندھار کو جو ادھیڑنے آنے ہیں
تو ہم نے بھی۔ ان ظالموں کو سبق سکھانے ہیں
جو عراقیوں کے شہر انہوں نے کھنڈر بنانے ہیں
تو ہم نے بھی جہاد میں ان کے پرخچے اڑانے ہیں
جو فلسطین و لبنان پہ یوں تم نے ستم ڈھانے ہیں
تو ہم نے بھی چُن چُن کے یہودی قتل کرانے ہیں
جو شیشان میں روسیوں نے بڑے ظلم کمانے ہیں
تو مجاہدوں نے بھی خوب وہاں اپنے قدم جمانے ہیں
جو بوسان و اراکان میں نہیں انصاف دلانے ہیں
تو کفر کے شہروں میں بھی یہی حالات آنے ہیں
جو داغستان و کسووا کے نہیں اچھے دن آنے ہیں
تو یورپ کی ماؤں کے بچے بھی روتے رہ جانے ہیں
جو اقوامِ متحدہ کے ملک بن کے غلام رہ جانے ہیں
تو مظلوموں کی آہوں نے بھی سب نقشے مٹانے ہیں
تم یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

جو غاصبوں کے آگے حکمرانو! یوں سر جھکانے ہیں
تو ان حکومتوں کے دن بھی پھر آنے جانے ہیں
جو تم نے اپنے ہی لوگ اسلام سے منافق بنانے ہیں
تو پھر تمہاری گردن دبانے کافر ہی آنے ہیں
جو میراتھن کی بے حیائیاں اور بسنت منانے ہیں
تو اللہ کے عذاب زلزلہ کی صورت ہی آنے ہیں
اگر تم نے اپنے ملکوں میں یہ تماشے لگانے ہیں
تو پھر ذلتوں' بربادیوں کے دن ہی آنے ہیں

جو تم نے اسلام سے دجل فریب کمانے ہیں
پھر محل یہ تمہارے مستقبل میں بس ویرانے ہیں
اگر تم نے جہادوں سے غداریوں کے چلن چلانے ہیں
تو پھر یاد رکھو! یہ تمہاری شکستوں کے زمانے ہیں
افغانوں سے یوٹرن کے تھے بڑے خواب سہانے ہیں
تو اب کھل گئی یہ بات سب جھوٹے افسانے ہیں
عراق پہ جو ظلم ہوا تو دیکھو! کتنے کھسیانے ہیں
گومگو کی حالتوں میں کتنے چپ یہ دیوانے ہیں
اب ایران کی باری کے جو اشتہار لگانے ہیں
تو اس کے لیے بھی غدار مسلم ملکوں سے آنے ہیں
تم یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

آنکھیں بند کیے سب مسلم حکمران انجانے ہیں
یہ دے رہے اپنی قوموں کو غلامی کے دھانے ہیں
ان احمقوں کو کہاں سے کون آئے سمجھانے ہیں
ان کے ہاتھوں میں امت کی ذلت کے پروانے ہیں
ان حاکموں سے کچھ نہ ہو گا یہ تو غلام دیوانے ہیں
جہادوں سے ہی اُمتوں کے یہ دن بدلے جانے ہیں

اک بڑے معرکے کی تیاری کے ساماں بنانے ہیں
اس ظلم کے علاج کو اب مجاہدین ہی آنے ہیں
مجاہدوں نے ہی کفر کے سب ہتھیار ڈلوانے ہیں
آنے غنیموں کے ان شاء اللہ اب زمانے ہیں
اسلام کی تلوار نے ہی سب تکبر مٹانے ہیں
اور آج کے فرعون سارے ہم نے غرق کرانے ہیں
جھوٹی قوموں کے جھوٹے سب ڈھانچے گر جانے ہیں
کفر کے جمہوری استبداد بھی ہم نے گرانے ہیں
جھوٹی آمریتوں کے بھی سب خواب سہانے ہیں
یہ سب کافرانہ نظام ہم نے تبدیل کرانے ہیں
تم یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

جو مظلوموں کی زندگیوں کے ہم نے دن بدلانے ہیں
جو غلاموں کو آزادیوں کے ہم نے وقت دلانے ہیں
جو کافروں، زندیقوں سے اپنے ملک چھڑانے ہیں
جو کفر کی غلامیوں سے اپنے حکمران بچانے ہیں
جو ہندو کے ظلم سے ہم نے کشمیر بچانے ہیں
لوگ شیشان کے ظالم روس سے آزاد کرانے ہیں

یہودی کی خباثتوں سے جو فلسطین بھی بچانے ہیں
عراق و افغان کے صلیبیوں سے جو بدلے چکانے ہیں
تو یاد رکھو! جہادوں کے ہم نے میدان سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

جو اپنے معاشرے اسلام پہ تشکیل کروانے ہیں
جو اپنی عزتوں عصمتوں کے قیمتی گوہر بچانے ہیں
جو دین اللہ کے انداز اپنے لوگوں میں لانے ہیں
جو پردہ و حجاب والے گھر اپنے بنانے ہیں
جو کفر کی تہذیبوں سے اپنے بچے بچانے ہیں
شہروں میں رنڈیوں کے جو رقص رکوانے ہیں
جو اپنی بیٹیاں بیٹے تم نے حیادار بنانے ہیں
جو مسجد و بازار کے ایک قانون بنانے ہیں
جو عزت و وقار والے خاندان بنانے ہیں
جو اولادوں کی تربیت کے اچھے انداز اپنانے ہیں
تو یاد رکھو! جہادوں کے میدان ہم نے سجانے ہیں
اور اسلام کی خلافتوں کے نظام ہم نے لانے ہیں

☆......☆......☆......☆

اختتام

شاید یہ زندگی کے ہوں لمحات آخری
یہ اشعار آخری یہ خیالات آخری

آرزوئے دِل کہ میں اپنی بیاض میں
افشا کر کے جاؤں معمولات آخری

اُمّت کے راز اصل میں اسرارِ دین ہیں
ہیں ناصح کی طرف سے سبقات آخری

دِل کے شبستان میں جو انمول تھا بہت
وہ جوہرِ پوشیدہ تہہِ ذات آخری

ہمیں اور بھی تھے بہت غم دلدار کے سوا
کئی مرحلوں میں جا کے ہوئی مات آخری

بدبختی میں تمہارے جو اضافہ ہو گیا
یہ کون سے ہیں تیرے کمالات آخری

اِس دین کو نہ دنیا میں تماشہ تُو بنا
یہ وحیءِ الٰہی کے ہیں جمالات آخری

اسلامیان کو دار پہ جو کھینچو گے تم
تو جان لو ، ہیں ترے دور کے اوقات آخری

غنیم کی نہیں ، تھی وہ جان نثاروں کی
میدانِ کارزار میں وہ گھات آخری

ہے دشمنی طاغوت سے فقط اللہ کے لیے
ہیں مایوس ہم سے کفر کے طبقات آخری

کیوں حق نہیں قبول اے کافرو منافقو!
اہلِ حق تم سے کریں سوالات آخری

مذاکرات ۔ نہیں ، میدانِ جنگ و جدل میں
تم سے ہو کر رہیں گے مکالمات آخری

آخر کیوبا کے جزیروں نے ٹوٹ جانا ہے
ہے صلیبی شیطانوں کی حوالات آخری

اسلام کے آگے ٹھہرے نہ ٹھہر سکیں گے
بوجہل و فرعون و بش بدذات آخری

تشکیل کرو لشکروں کی اسلام کے لیے
ہوں گی جری ان شاء اللہ ضربات آخری

حوصلہ۔ نہ ہارنا تاریخ کے جبر سے
دو ظلم کی یلغار کو جوابات آخری

چاہیے رب کی توحید اور سنّتِ رسولؐ کی
وقتِ نزع یہ میرے ہوں کلمات آخری

☆......☆......☆......☆

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَسَلَّمْ

وہ شب ہائے ظلمات پہ شبخوں مارتا ہوا
وہ قرآں کے نور سے ضوفشانیاں اُبھارتا ہوا
تمام اہلِ دل کے سینے نورِ ایمان سے بھر کر
وہ اِک کلمۃ الحق ہر کسی کے دل میں اُتارتا ہوا
وہ شاہِ عرب و عجم ، نبیءِ معظم علیہ وسلم
رسول الثقلینؐ ، سرورِ کونین سردارِؐ دو عالمؐ
بن کے ساری انسانیت کے لیے وہ نبیءِ محترمؐ
خلعتِ حق پہنے آیا بوجہلوں کو للکارتا ہوا
اسؐ نے جب انا النبی السیف کا تھا نعرہ لگایا
پوری دنیا کا کفر تھا اُسؐ کے مقابلے میں آیا
نبیؐ نے کمال محبتوں سے دیں کا درس پڑھایا
اور ساتھ اللہ کے دشمنوں سے جہاد کر کے دکھایا
اِس طرح رسول اللہؐ نے تھا بدر و اُحد کو سجایا
خندق کی محنتوں سے لوگوں کو سرفراز فرمایا
تبوک و حنین و خیبر کا اُمت کو سفر بھی کرایا
وہ جو سارا عفریتِ کفر آیا پھنکارتا ہوا
اور اپنی سب ابلیسی قوتوں کو وہ پکارتا ہوا
برسرِ میدان آیا اسلامیان کو للکارتا ہوا

پھر چشمِ فلک نے دیکھا تھا وہ تاریخی منظر
کہ وہ تڑپا ، جھنجھلایا اور میداں میں گر گیا
کفر خنجرِ اسلام اپنے سینے میں اتارتا ہوا
جو تھے اہلِ قلبِ سلیم ، حلقہءِ دیں میں آ گئے
جو کبر و نخوت والے تھے ، راندہءِ درگاہ ہو گئے
میرے نبیؐ نے جو سبق تھا پڑھایا آج پورا ہوا
وہی دینِ نبیؐ ہم تک آیا نسلوں کو سنبھالتا ہوا
وہ شاہِ عرب و عجم ، نبیءِ معظم علیہ وسلم
رسول الثقلینؐ ، سرورِ کونینؐ ، سردارِ دو عالمؐ
بن کے ساری انسانیت کے لے وہ نبیءِ محترمؐ
خلعتِ رسالت پہنے آیا بوجہلوں کو للکارتا ہوا
صلی اللہ علیہ وسلم

☆......☆......☆......☆

ضد

کچھ سنبھلنے کو دوبارہ ساری رات جاگنا ہے
شب بیداری کا نظارہ ساری رات جاگنا ہے
گو بے مہر موسموں کے لمحات ہیں یہ اُمت کے
سر اُٹھانے کو دوبارہ ساری رات جاگنا ہے
مجاہدین کی آمد کا ہے ہر طرف شور بپا
ہو ذلتوں کا کفارہ ساری رات جاگنا ہے
دو صدیوں کے بیچ کھڑی خلافت و امارت
سلسلہ جوڑنے میرے یارا! ساری رات جاگنا ہے
وہ اِک شب ظلمت تھی جس میں ہوئے فیصلے تمام
ہو شر کی قوت دوپارہ ساری رات جاگنا ہے
اے مردانِ حُر! تمھیں آزادیاں چھینا ہوں گی
دہشتیں کرنے کو گوارہ ساری رات جاگنا ہے
یہ تہذیبِ نو تو ہے کفر کی غلامی کے طوق
انھیں کاٹ دینے کو خدارا ساری رات جاگنا ہے
اہلِ باطل سے نہ کرنا تم کبھی تسلیم، شکست
ڈھانے کو کفر کا چوبارہ ساری رات جاگنا ہے
ضبطِ پیہم سے گرا تُو ہند کے سومناتوں کو
حملے غزنوی کے دوبارہ ساری رات جاگنا ہے
ماحول کرنے روشن سارا ساری رات جاگنا ہے
الحاد مغرب کے ہیں سیلاب میں غرقاب اُمم
ہمیں ڈھونڈنے کو کنارہ ساری رات جاگنا ہے
مشعلِ خوں جو جلائیں خود جُبہ و دستار کے لوگ
الاسلامُ یعلُو کا نعرہ ساری رات جاگنا ہے
راہِ حق میں مزاحم نہ ہوں کبھی منبر و محراب
سحر ہونے دو خدارا! ساری رات جاگنا ہے
روشنی ہر دور میں ظلمت کے تعاقب میں رہی
پھر ہے ٹوٹنے کو ستارہ ساری رات جاگنا ہے
ٹیق دے گیا کون مجھے اِن جگ رتوں کا کرب
ہے منہجِ جہاد ہی سارا ساری رات جاگنا ہے

☆......☆......☆......☆

This is sample poetry from book Zameer-e-ommat.Full book is available at,,

فیصل آباد

۱۔ دارالاندلس مسجد نمرہ نیو سول لائن 041-8784111, 8580111

۲۔ دارالاندلس امین پور بازار (عبداللہ سلفی) 0321-7985685

۳۔ دارالقدس اکیڈمی نزد جامع مسجد مکرم مجاہد ٹاؤن 0321-6919879, 0321-7982977

۴۔ دارالقدس اکیڈمی ستیانہ روڈ 041-8025152, 0321-6696107, 0322-8667267

۵۔ مکتبہ اہلحدیث امین پور بازار 041-2624007, 0300-6628021

۶۔ مکتبہ قدوسیہ رسول پلازہ امین پور بازار 041-2640194

۷۔ مکتبہ النور رسول پلازہ امین پور بازار 0321-7157663

لاہور

۱۔ دارالسلام...... 36 لوئر میکر ٹریٹ سٹاپ 042-7240024, 7232400, 7111023

۲۔ دارالہدیٰ چوبرجی آٹو مارکیٹ چوبرجی چوک 042-7242457, 0300-9480166

۳۔ دارالقدس اکیڈمی 0322-6088121

مریدکے: مکتبہ دارالشہید طیبہ مارکیٹ مرکز طیبہ مریدکے 042-6116268, 0321-3007278

۷۰) سالہ عبادت اور جہاد فی سبیل اللہ:

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[۶] «مَرَّ رَجُلٌ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ : بِشِعْبٍ - فِيهِ عُيَيْنَةٌ مِنْ مَاءٍ عَذْبَةٍ فَأَعْجَبَتْهُ بطِيبِهَا فَقَالَ لَوِ اعْتَزَلْتُ النَّاسَ فَأَقَمْتُ فِي هَذَا الشِّعْبِ وَ لَنْ أَفْعَلَ حَتَّى أَسْتَأْذِنَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ فَذَكَرَ ذَالِكَ لِرَسُولِ اللّٰهِ ﷺ : فَقَالَ : « لَا تَفْعَلْ فَإِنَّ مَقَامَ أَحَدِكُمْ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ أَفْضَلُ مِنْ صَلوٰتِهِ فِي بَيْتِهِ سَبْعِينَ عَامًا ـ أَلَا تُحِبُّونَ أَنْ يَغْفِرَ اللّٰهُ لَكُمْ وَ يُدْخِلَكُمُ الْجَنَّةَ ؟ اغْزُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَنْ قَاتَلَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ فُوَاقَ نَاقَةٍ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ »[۶]

[۶] صحیح الترمذی ، أبواب فضائل الجهاد :باب الغدوّ و الرّواح فی سبیل الله عزّوجلّ ، الحدیث : ۱۳۴۸

" رسول اللہ ﷺ کا ایک صحابی ایک پہاڑی گھاٹی کے قریب سے گذرا، جس میں شیریں پانی کا ایک چشمہ تھا جو اپنی خوشگواری کی وجہ سے اسے بہت پسند آیا۔ اس نے سوچ کہ کاش! میں لوگوں سے علیحدہ ہو کر اس گھاٹی میں مقیم ہو جاؤں۔ لیکن میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت لیے بغیر ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس خواہش کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا نہ کرو کیونکہ تم میں سے کسی شخص کا اللہ کی راہ میں (کچھ دیر) ٹھہرنا گھر کی ستر (۷۰) سالہ نمازوں سے زیادہ افضل ہے۔ کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ اللہ تمہیں بخش دے اور جنت میں داخل کر دے؟ اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ جس نے اللہ کی راہ میں اونٹنی کے دودھ دوہنے میں وقفہ کی مقدار کے برابر قتال کیا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔"

غیر اللہ کی قسم شرک ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ مَنْ حَلَفَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَقَدْ اَشْرَكَ (ترمذی: 1539)

"ابن عمر رضی اللہ عنہما نے سنا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے تھے کہ جس نے قسم کھائی غیر اللہ کی سو بے شک شرک کیا اس نے۔"

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ابْنِ سَمُرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لَا تَحْلِفُوْا بِالطَّوَاغِيْتِ وَلَا بِاٰبَائِكُمْ. (مسلم: 1648)

"نقل کیا عبد الرحمٰن رضی اللہ عنہ نے: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہ قسم کھایا کرو جھوٹے معبودوں کی اور نہ باپ دادوں کی۔"

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ يَنْهٰكُمْ اَنْ تَحْلِفُوْا بِاٰبَائِكُمْ مَنْ كَانَ حَالِفًا فَلْيَحْلِفْ بِاللّٰهِ اَوْلِيَصْمُتْ (بخاری: 1646)

"ابن عمر رضی اللہ عنہ نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ منع کرتا ہے تم کو باپ دادوں کی قسم کھانے سے، جس کو قسم کھانا ہو سو اللہ ہی کی قسم کھائے یا چپ رہے۔"

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ مَنْ حَلَفَ فَقَالَ فِيْ حَلْفِهٖ بِاللَّاتِ وَالْعُزّٰى فَلْيَقُلْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (بخاری: 6650)

"ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے نقل کیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ جو کوئی قسم کھایا چاہے پھر قسم کھا بیٹھے لات اور عزیٰ کی، چاہئے کہ پھر کہے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ"

یعنی عرب کے لوگ کفر کی حالت میں بتوں کی قسم کھاتے تھے۔ جن مسلمانوں کے منہ سے اس عادت کے موافق قسم نکل جائے تو پھر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ فوراً کہہ دیں۔

ان حدیثوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے سوا کسی کی قسم نہ کھائے اور اگر منہ سے نکل جائے تو توبہ کیجئے اور جس کی قسم کھانے کا مشرکوں میں دستور ہے، اس کی قسم کھانے سے ایمان میں خلل آتا ہے۔

قربانی

سیدنا ابراہیم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے عظیم المرتبت اور جلیل القدر پیغمبر ہیں- جب ان کو اللہ کی طرف سے قربانی کا اشارہ بذریعہ خواب ہوتا ہے تو پھر چشم فلک دیکھتی ہے کہ کس طرح باپ...... اللہ کا حکم مان کر بیٹے کو قربان کرنے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اور بیٹا...... قربان ہونے کے لیے تیار لیکن آسمانِ دنیا پر کچھ اور ہی فیصلے ہو چکے تھے...... ان فیصلوں کی روشنی میں آج تک ہم بھی سال بعد ایک جانور ذبح کر کے' قربانی دے کر' سنّتِ ابراہیمی کی یاد تازہ کر کے اپنے ربّ کی خوشنودی کے طالب ہوتے ہیں- لیکن ہمارا دینِ اسلام ہم سے ایک اور بھی قربانی طلب کر رہا ہے- کبھی ہم نے سوچا ہے کہ جو قربانی ہم ہر سال کرتے ہیں' اس قربانی کا ایک فلسفہ بھی ہے- اس کا ایک درس بھی ہے وہ یہ کہ ہم اپنی زندگیوں کو...... اپنے شب و روز کو...... سامنے رکھیں اور اپنے ضمیر میں جھانکیں' اپنے من سے پوچھیں کہ کیا ہم دین کے لیے اپنے جان و مال کی قربانی دینے کے لیے تیار ہیں؟

قربانی؟......... جی ہاں......... قربانی

وطن سے بے وطن ہونے کی قربانی' دیس سے بے دیس ہونے کی قربانی' عزیز و اقارب کو چھوڑنے کی قربانی' مال و دولت' عیش و عشرت' آرام و سکون' جاہ و حشمت ترک کرنے کی قربانی...... کیوں؟......... اس لیے کہ...... کشمیر اور بوسنیا و کوسووا میں اُمت مسلمہ کی بیٹیاں ایڑیاں اُٹھا اُٹھا کر محمد بن قاسم کے اسلامی لشکر کی ایک بار پھر منتظر ہیں- آنکھوں میں اُمید کی

کرن ہے' زبان پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کے ترانوں کے ساتھ ہمارے قدموں کی چاپ سننے کو بے تاب ہیں- ہاں! وہ دیکھو...... دور وادی کے اُس پار...... جنت ارضی میں کشمیر کی ایک بیٹی اپنے بچّے کو جو کہ ہندو درندوں کی کلاشنکوں کی سنگینوں اور گولیوں کی تاب نہ لاتے ہوئے...... کشمیر جنت نظیر کی وادی سے ہمیشہ کے لیے روٹھ کر جنت الفردوس میں پہنچ چکا ہے- اس دنیا سے...... ہمیشہ کے لیے مُنہ موڑ چکا ہے...... اِس جنت سے اُس جنت میں جا چکا ہے...... وہ اپنے اس راج دلارے کو سینے سے لگائے' ایڑیاں اُٹھائے...... پاکستان سے آنے والے بل کھاتے پہاڑی راستے کو تکے جا رہی ہے-

دوسری طرف بوسنیا کے ننھے منے بچّے آنکھوں میں آنسو لیے' ہاں...... اپنی ان آنکھوں میں کہ جن میں کبھی مستقبل کے سہانے سپنے ہوا کرتے تھے...... ان ہاتھوں میں کہ جن میں کبھی کھلونے ہوتے تھے...... آج...... آج سفید سفید پٹیاں...... بندھی ہوئی ہیں...... ان کے نرم و نازک پھول سے بدن...... جو کبھی ماں کی آغوش میں ممتا کی نرم گود میں سکون حاصل کرتے تھے...... آج ظالم سربوں کے بارود سے تباہ شدہ محلات و عمارات کے کھنڈرات میں آنکھیں کھولے' آخری سانسوں کو اس لیے روکے بیٹھے ہیں کہ...... شاید کوئی امت مسلمہ کا جوان' کوئی محمود غزنوی کا پیروکار آ جائے...... کہ شاید ہماری ناتواں پکار پر ہمارا کوئی بھائی لپکتا ہوا آئے...... ہم نے کبھی سوچا کہ وہ ہمیں ہی کیوں پکار رہے ہیں اور کسی کو کیوں صدا نہیں دیتے؟ اس لیے کہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم محمد بن قاسم کے بیٹے ہیں کہ جب دیبل کی بندرگاہ سے ایک بہن نے اپنے بھائی حجاج کو آواز دی...... سینکڑوں نہیں ہزاروں میل دور سے پکارا...... ہائے حجاج! مجھ نہتی کی عزت پر ڈاکہ ڈالا گیا ہے اور تو آرام سے حکومت کر رہا ہے...... اور پھر کیا ہوا!...... جب حجاج بہن کے نالہ و فریاد کو سنتا ہے...... تو...... ہندوستان کا نقشہ منگوا کر اس میں اپنا خنجر پوری قوت سے پیوست کر دیتا ہے اور کہتا ہے کہ کبریا! مجھ کو تیری کبریائی کی قسم ہے جب تک اپنی بہن کی آبرو کا انتقام نہیں لے لیتا...... مجھ کو بستر پر سونا حرام ہے اور پھر...... کائنات نے دیکھا کہ محمد بن قاسم سمندروں' پہاڑوں' دریاؤں' وادیوں کو عبور کرتا ہوا آندھی اور طوفان کی طرح بڑھتا ہوا...... اپنی بہن کی مدد کے لیے آ پہنچا......

اور ہاں اس لیے بھی کہ وہ مظلوم و مقہور مسلمان یہ سمجھتے ہیں کہ ہم...... اس معتصم کے

فرزند ہیں کہ جو امور یہ جیسے عیسائی ملک میں لٹنے والی ایک بہن کی آواز سنتا ہے......

قرآن کی یہ پکار ہم سے تقاضا کر رہی ہے کہ :

﴿ وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَٰذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيًّا وَاجْعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا ۝ ﴾

"مسلمانو! تمہیں کیا ہو گیا ہے تم اللہ کے راستے میں (کافروں سے) کیوں نہیں لڑتے اور حال یہ ہو گیا ہے کہ (مظلوم و) کمزور مرد اور بچے اور عورتیں پکار رہی ہیں کہ اے ہمارے رب! ہمیں اس بستی (علاقے، خطے) سے نکال لے کہ اس کے اہل ہم پر بہت ظلم کرتے ہیں اور ہمارے لیے اپنی جناب سے کوئی دوست بھیج دے اور ہمارے لیے اپنی جناب سے کوئی مددگار بنا کر بھیج دے (کہ جو ہم پر جاری مظالم کے خلاف ہماری مدد کر کے ہمیں ان ظالموں کے ظلم سے بچائے)۔"

قرآن کے اسی حکم کی روشنی میں ہزاروں میل دور سے اس کے دارالخلافہ میں آواز آتی ہے...... واعتصماہ ہائے معتصم سنو...... قیامت کا دن ہو گا، تیرا گریبان ہو گا، میرا ہاتھ ہو گا...... کیوں اس لیے کہ تیرے ہوتے ہوئے میری آبرو عیسائی ملک میں لٹ گئی۔

معتصم سنتا ہے...... آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی لگ جاتی ہے...... جاہ و جلال میں آ جاتا ہے...... خون کی گردش تیز...... چہرہ سرخ...... رگیں حمیت سے پھڑکنے لگ جاتی ہیں...... مٹھیاں بھنچ جاتی ہیں۔ اللہ کے خوف اور جوشِ انتقام سے جسم کانپ رہا ہے۔ شیر کی پھرتی سے اٹھ کر کھڑا ہو جاتا ہے اور پوری قوت سے پکارتا ہے...... لبیک یا بنتً

اے محمد (ﷺ) کی بیٹی!...... میں تیرا انتقام لینے کے لیے آ رہا ہوں کہ کل قیامت کے دن کی جوابدہی سے ڈرتا ہوں۔

آج کابل سے سری نگر اور فلپائن سے بوسنیا تک ہماری عفت مآب بہنیں اور بوڑھی مائیں اپنے ضعیف، کمزور، ناتواں کانپتے ہوئے ہاتھوں کو بڑھا کر ہمیں مدد کے لیے پکار رہی ہیں۔ اپنی کمزور آنکھوں سے ہمارے گھوڑوں کے سموں سے اڑتی ہوئی خاک کے منظر کو دیکھنے کے لیے بے تاب ہیں۔ زندگی کی خوشیوں میں مشغول...... نوجوانانِ ملت۔ اے چیتے کا جگر رکھنے والو...... اے شاہین کا حوصلہ اور شیر کی ہیبت رکھنے والو...... کیا ہم اپنی زخمی، بے کس، مجبور و مظلوم ماؤں کی صداؤں کا...... کشمیر میں مظلوم بہنوں کی آہوں کا، سسکیوں کا...... کوئی جواب نہ دیں گے؟ کیا ہم ان کو مایوسیوں کے سمندر میں غوطے کھانے کے لیے پھینک دیں گے؟ کیا ہم ان کی مدد کو دیوانہ وار لبیک یا اخت لبیک یا بنت کہتے ہوئے نہ لپکیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں...... ایسا ہرگز نہ ہو گا...... اے ہواؤ...... اے بادِ نسیم! ہمارا پیغام، ہماری عفت مآب بہنوں کو...... ماؤں کو اور بوسنیا کے معصوم ننھے منے پھولوں کو...... کلیوں کو...... معصوم فرشتوں کو...... ہمارا یہ پیغام سنا دو کہ :

اے بہنو! ٹھہرو...... ابھی امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑنا۔ اے ماں ٹھہرو...... اپنے بڑھے ہوئے ہاتھوں کو مایوسی سے واپس نہ پلٹانا۔

اے فلپائن اور بوسنیا کے شاہینو! اے صف شکن مجاہدو...... محاذ گرم رکھنا...... سست نہ پڑنا۔ دشمن پر جھپٹتے رہنا۔

اے بوسنیا کے ننھے فرشتو! اپنی آخری سانس روک کے رکھنا...... اپنے موتی جیسے آنسو ابھی زمین پر گرنے نہ دینا

کہ ہم محمد عربی (ﷺ) کے پیروکار...... امت محمد کے نوجوان ایک ہاتھ میں کلاشنکوف...... اور دوسرے ہاتھ میں قرآن و حدیث تھامے آ رہے ہیں...... ہم آ رہے ہیں، بس ہم آ رہے ہیں۔ قربانی کے لیے...... جان ہتھیلی پر لیے...... ظلم سے ٹکرانے کے لیے...... اعلائے کلمۃ اللہ کے لیے۔ طاغوت کے خاتمے کے لیے...... تمہیں...... زندگی کی خوشیاں لوٹانے کے لیے......